Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لغایت صفحہ ۱ لایق ملاحظہ علماء - و صفحہ ۱۱ لایق توجہ گورنمنٹ و روساء

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم
جلد دوم

بابت ذی الحجہ ۷۶ھ
دسمبر ۷۹ء

جس کے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے — حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

نیچریہ کی اسلام سے مخالفت اور انکے الزام کی ضرورت

حضرات نیچریہ کی خیالات و مقالات کی نسبت لوگ دو قسم کے خیالات رکھتے ہین ایک فریق تو انکو سربسر موافق اسلام بلکہ اصل اصول اسلام خیال کرتے ہین اور ہماری مباحث کو انکے مقابلہ مین بیجا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ سید احمد خان صاحب اس فرقہ کے مجتہد اور اس مذہب کے مجدد نبوت محمدیہ کی مقر بلکہ مثبت ہین تو پہر انکے مقابلہ مین بحث اثبات نبوت کا کونسا موقع ہے - اور وہ معاشرت کو مذہب سے خارج کرنے مین دوامی استحکام اسلام مد نظر رکھتے ہین تو پہر اس مسئلہ مین انکا مقابلہ مقابلہ اسلام نہین تو کیا ہے و علی ہذا القیاس وہ سید احمد خان صاحب کی ہر بات کی تصویب کرتے ہین اور ہماری معارضات کا تخطیہ اس خیال کے لوگ نہایت کم ہین اور جو ہین وہ کیا تو در پردہ نیچری ہین یا نیچری ہونیکا ارادہ رکھتے ہین یا نیچری اصول و اسلامی اصول دونون سے ناواقف ہین دوسرا فریق ان خیالات و مقالات کو اس تک برخلاف اسلام اور اون لوگون کو اسلام کے مخالف اور مسلمانون سے اجنبی و خارج جانتے ہین کہ انکے جواب و خطاب کو ضروری نہین سمجھتے اور انکا نام دفتر اسلام سے خارج کرکے ان کیطرف سے مطمئن ہو بیٹھے ہین اور یہ کہتے ہین کہ جیسے ہنود - یہود - نصاری - بدہ وغیرہ فرقے مخالف اسلام ہین ویسے ہی یہ بہی ہین پس انکی مخالفت کا اسلام کو کیا اندیشہ ہے اور انکی معارضہ و مقابلہ کی کیا ضرورت ہے ایک صاحب ضلع شاہپور پنجاب سے لکھتے ہین کہ صدہا فرقے یہود - نصاری بدہ وغیرہ دنیا مین پائے جاتے ہین ہم کس کس کا مقابلہ و معارضہ کر سکتے ہین پس انہی کی فہرست مین نیچریہ کا نام

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

دا آمین بالجہر سے مقدم دا ولی تر ہے۔ پس بدرستا دیز اس نتیجہ کے مین ناظرین و خریداران اشاعۃ السنیہ سے جو جواب اولہ کاملہ کو بہت شائق ہین قدری مہلت چاہتا ہون اور احباب کا خاکسار ہون کہ تا اخیر تمام بحث اثبات نبوت یا بحث مذہب و معاشرت اخطاء و اصطبار فرماوین۔ اور اپنے طبائع کو جو فرصتی جہگڑونکی نظارہ کی کو گرسو رہے ہین مباحث اصول مہمہ کی مطالعہ کیطرف متوجہ کرین۔ اور سبات کو بھی خیال مین لاوین کہ الہدیث ہو مدین متعین سنت سید المرسلین مذہب اعتدال پر ہین جو مذہب نیچریہ و مقلدین مین حد اوسط و برزخ ہے۔ اور بحکم خیر الامور اوسطہا بصفت خیریت متصف ہو۔ پس بحکم آیت سرسید بشارت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس دونون جانب افراط و تفریط کی خبر گیری اسکا فرض ہے۔ کیا سنے کہ مقلدین اختیار تقلید مین ایسی تفریط مین ہین کہ وہ اقوال فقہا کی سامنے قرآن و حدیث کے کچھ نہین سنتے اور بے سوچے بن سمجھے ہر کسیکی بات مان لیتے ہین۔ اور نیچریہ انکار تقلید مین ایسی افراط مین پڑگئے ہین کہ خدا و رسول کی بھی تقلید نہین کرتے۔ اور جو بات خدا و رسول کی الکی عصمت مین نہین آتی اسکی تسلیم سے صریح یا تاویلی انکار کر جاتے ہین۔ پس اہلحدیث پر اجو انکار و اختیار تقلید مین توسط چاہا رکھتے ہین کہ خدا و رسول کی تقلید کے اقراری ہین۔ اور انکے سوای اور دون کی تقلید سے انکاری) دونون فریق کی فہمائش و اصلاح لازم ہے۔ یہ جا عام و مقدم ہوا سکی رعایت لازم۔ اور چونکہ مقلدین کی تفریط سے اسلام کا وہ مضرہ نقصان نہین ہے جو نیچریہ کی افراط سے ضرر ہے اسلئے نیچریہ کی فہمائش مقلدین کی فہمائش سے مقدم ہے

مذہب ولا مذہبی

مسئلہ مندرجہ عنوان مین ہم تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہین۔ جسکی اس پرچہ مین گنجائش نہین باقی وہ تفصیلی بحث ہم آیندہ پرچہ مین کرینگے اسمقام مین اسکا اجمال ناظرین کو سناتے ہین اور اس تفصیل کا شوق دلاتے ہین۔

انشاء اللہ سید احمد خانصاحب بہادر اور انکی حواریین لامذہبی کو پسند فرماتے ہین۔ اور لامذہبون کو بہت سراہتے ہین۔ اور مذہب و اہلمذہب خصوصاً اہل اسلام کی بہت مذمت فرماتے ہین۔ اور انکی قول و فعل و اعتقاد و معاملات کو دور و مکروہ و بے اعتبار ٹہراتے ہین۔ چنانچہ غالباً ہر تحریر و تقریر ان حضرات کی اسلام و اہل اسلام کی مذمت و اہانت پر مشتمل ہوتی ہے اسباب مین ہمارا یہ خیال ہے کہ دنیا مین سچائی و بھلائی کا نام ہے تو وہ مذہب اور اہلمذہب ہی ہین

* مذہب سے مراد یہان مذہب حنفی و شافعی نہین ہر اوہ لامذہبی ان ناہنجار کا خلاف ملت ہے مذہب ہے مذہبی سے مراد اسلام و اہلمذہبی ان ناہنجار سے

تمام ہی - لامذہبون و آزاد منش لوگون کو سچائی و بہلائی سے کچہہ کام نہین ہی - اور اگر بظاہر کسی لامذہب
مین بہلائی و سچائی کا اثر دکہائی دیتا ہے تو وہ ساقط الاعتبار ہے - اور وہ شخص ریاکار و مکار ہے - گو
نماز و روزہ ظاہری عبادات بجالاتا ہو - اور رو رو کے لوگون کو اپنے خیالات سناتا ہو - اور خدا و رسول
کیطرف اون کو بلاتا ہو - اسبات کو ہم ایسی دلیل سے ثابت کرینگی جسمین مخالفین دم نمار سکینگے -

وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل

احکام مذہبی مین دست اندازی

(لائق توجہ گورنمنٹ و روسا اہل اسلام)

میرا گمان انرابیل سید احمد خانصاحب بہادر کی کارروائیون کی نسبت سچ نکلا - اور جو مینی اشاعۃ السنۃ نمبر دہم کے
صفحہ ۲۹ مین کہا تہا کہ (مذہب سے معاشرت کو خارج کرنیمین سی جناب ممدوح کی غرض یہہ ہی کہ مذہب اہل اسلام یورپین
بن جاوی - اور یورپ و ہندوستان مین کیا طرز مذہب مین اور کیا طریق معاشرت مین سر موئی فرق نہی)
سو ہو بہو ظاہر ہوا - جناب ممدوح نے اس غرض کی موافق کارروائی شروع کر دی ہی - پس پہلی منجملہ احکام
معاشرت احکام وراثت مین دست اندازی کی ہی - ان احکام کی میٹا میل کرنیکو آپنے ایک قانون تجویز کیا ہی جسکا خلاصہ
یہہ ہی کہ اموال عظیمہ مسلمین موافق فرائض کتاب اللہ کی وارثون مین تقسیم نہونے پاوین - بلکہ ایک بڑے بیٹے
متوفی کی تولیہ تصرف مین رہین - بقیہ ورثا کو موافق اس تفصیل کے جو جناب ممدوح نے برخلاف کتاب اللہ اپنی طرف سے
ایجاد کی ہی گذاری ملتے رہین - ابہی تو آپ اس قانون کو روسا و عمائد اسلام سی تسلیم کراتے ہین - پہر اسکو کونسل گورنمنٹ
آف انڈیا مین پیش کر کے گورنمنٹی حکم بنانا چاہتے ہین - چونکہ گورنمنٹ مین اسکا منظور ہونا اتفاق آرائی مسلمانون
پر موقوف ہی اسلئی آپنے علیگڈہ گزٹ مین یہہ مشتہر کر دیا ہی کہ روسا و علما نے اس تجویز سے اتفاق رای ظاہر کیا ہے
اور ہمکو بملاحظہ اخبار و رسائل یہہ معلوم ہوا - کہ بہت سی اکابر روسا و علما اس تجویز کو ناپسند کرتے ہین اور اسکو خلاف شرع محمدی
و تشریع جدید سمجہتے ہین - اور جنہون نے علما مین سی اسپر اتفاق کیا ہی وہ جناب ممدوح کی مدرسۃ العلوم کی ملازم ہین - یا پہلے
آپکے ملازم ہو چکی ہین - یا آپ سے یا آپکے ہم خیال احباب سے اسی قسم کا تعلق رکہتی ہین - اور جو روسا اسباب مین متفق ہو گئی ہین
انمین اکثر تو آپکے احباب و ہم خیال ہین اور بعض جو اپنی مذہب پر مستقیم ہین وہ نہ اصل مسئلہ شرعی سی واقف ہین نہ جناب ممدوح کی
غرض اور اسکی اصول پر مطلع ہین - انکی سوائی اور روسا و علما واقفان مسائل مذہبی و مطلعان اغراض احمدی جناب ممدوح کی

تجویز سی مخالف ہین - چنانچہ صوبہ بہار مین جو روسا و فضلا کا مجمع ہے بعض فضلا نے اسباب مین ایک رسالہ تالیف کیا ہے جو اکابر روسا و عمائد شہر عظیم آباد پٹنہ کی فرمائش سے مطبع صبح صادق عظیم آباد مین چہپکر شائع ہوا ہے - ہم اسبات کی اظہار سے اکابر علما و روسا کو اس اختلاف سے آگاہ کرتے ہین - اور اپنی بیدار مغز و دور اندیش گورنمنٹ کو جو عدم دست اندازی در معاملات مذہبی کی سبب اعلی درجہ کی نیکنام ہے اور روی زمین کی ریاستون اس خوبی مین ممتاز ہے نیز اس اختلاف پر اطلاع دیتے ہین اور امید رکہتی ہین کہ جبتک تمام مسلمانون کا اس قانون کی تسلیم پر اتفاق نہوگا یہہ قانون لائق دست اندازی و منظوری گورنمنٹ ہرگز نہوگا - اسقانون کی نسبت ہم بنظر نصرت دین و نصیحت روسا مسلمین اپنی رائے بہی مفصل لکہنی چاہتی ہین جو کسی آئندہ پرچہ مین شائع ہوگی -

ابو سعید محمد حسین لاہوری

اعلامات و ہدایات

(۱) جن صاحبون نے اعلام ماہ نومبر کیطرف توجہ فرماکر اپنی باقیات کی صفائی کی ہے مہتمم انکا دل سے شکر گذار ہے - اور جو صاحب اسکی طرف متوجہ نہین ہوئے انکو اب آخری پیام سناتا ہے - کہ اگر انہون نے یہہ پیام سنکر بہی زر واجبی ادائے نکیا - تو ماہ آئندہ سی انکا پرچہ بند ہوگا - پہر جبتک باقیات سابقہ سے علاوہ آئندہ ہمیشہ سالتمام کی پیشگی ادائے نکیا کرینگے - کبہی انکو پرچہ نہ ملیگا - تجویز تو یہی تہی کہ ان نادہندگان کی فہرست چہاپی جاتی - مگر اسمین کہلی کہلی شکایت پائی جاتی تہی جو پسند نہین آتی -

(۲) جلد دوم اشاعۃ السنۃ خدا کی عنایت و توفیق سے تمام ہوئی اسلئے اس جلد کی فہرست اس نمبر کے ساتہ چہاپی گئی ہے - ناظرین اس جلد کو مجلد کرالین - اور اس فہرست کو اسکی آخر مین لگادین -

(۳) ارسال زر قیمت اشاعۃ السنۃ بذریعہ نوٹ یا ہنڈوی یا ٹکٹ موقوف کرنا چاہیے - اور بجائے اسکے ڈاکخانہ مین نقد روپیہ داخل کرکے ڈاکخانہ سے منی آرڈر بہجوانا چاہئے - طریق داخل کرنے روپیہ کی ہدایت ڈاکخانہ سے ہوگی - بلکہ ڈاکخانہ سے ایک چہپی ہوئی درخواست (جسپر جملہ مراتب ادخال و ارسال زر کی ہدایت ثبت ہے) بلا قیمت ملا کریگی - اون ہدایات کی موافق عمل درآمد کرین - اور دس روپیہ تک ۲ر اجرت دیکر خط لکہنے اور رجسٹری کرانیسے خلاصی پائین - جو صاحب دو تین روپیہ سے کم بہیجنا چاہین وہ اور جس سبیل سے چاہین اپنے ذمہ واری سے ارسال کرین -

(۴) منی آرڈر ڈاکخانہ مین ہمارا پورا نام ابو سعید محمد حسین لاہوری اور پورا نشان مقام (لاہور متصل مسجد چینی) درج کرادین اس سے ایک لفظ بہی کم ہوگا تو منی آرڈر دوسرے مولوی محمد حسین کے پاس چلا جاویگا -

بہی درج کرنا چاہے اور انکا مقابلہ چہوڑ کر جن مسائل مہمہ و اسرار شرعیہ سے پہلے اشاعۃ السنۃ مین بحث ہوتی انہی سے بحث کرنا چاہے۔ ایک صاحب ضلع ساگر سے لکہتے ہین کہ مدراسیون کے نزدیک نیچریون کا خطاب و جواب محض فضول ہے اور بجائے اسکے بحث اتباع سنت و تقلید نہایت مناسب و مقبول ہے ایک مولوی صاحب نے بالمشافہ مجہسے کہا کہ نیچریون کے کفریات کو مسلمان کب سنتے تہے اور انسے کیا ضرر و نقصان اٹہا سکتے۔ تمنے خود انکے کفریات کو شہرہ آفاق کر دیا اور انکو اشاعۃ السنۃ مین درج کر کے مسلمانون کو ان مطالعہ پر برانگیختہ کیا۔ پہر اسکے رد و جواب سے متعرض ہو کر انکے وقعت کو ظاہر کیا۔ قول باطل کیطرف التفات نکرنے مین اسکا اضمحلال و اخمال متصور ہے۔ اور انکے رد و تعرض مین اسکی وقعت و اشاعت متیقن۔ اسی نظر سے امام احمد حنبل نے اہل بدعت کی رد مین کچہہ تصنیف نہین کیا۔ اور جسنے کچہہ اسمین تالیف کیا اسپر انکار متوجہ فرمایا اس خیال کے لوگ بکثرت ہین بلکہ میرا گمان یہہ ہے کہ تمام یا اکثر ہندوستان کے علما اسی خیال مین مبتلا ہین۔ اور اسی خیال کے سبب تمام ہندوستان سید احمد خانصاحب کے جواب و خطاب سے سنسان ہو رہا ہے اوائل مین جناب حاجی سید علی بخش خانصاحب و جناب مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب و جناب مولوی محمد علی صاحب نے کچہہ کچہہ جناب ممدوح کی خدمت گذاری کی ہے مگر اخیر کو سبہی صاحبون نے مہر سکوت لبون پر لگالی ہے اب انکی کسی بات کو کوئی نہین اوٹہاتا اور انکی ایسی باتون پر (کہ "منکر نبی کافر نہین"۔ "منکر جملہ کتب الہامی کافر نہین"۔ "منکر جمیع احکام شرعی کافر نہین") پر بہی کسی کے دلمین جوش مذہبی پیدا نہین ہوتا اسکا سبب و منشا یہی ہے کہ ان حضرات نے سید احمد خانصاحب کی کفر پر اتفاق کر کے انکے فتوی تکفیر کو جا بجا مشتہر کر دیا ہے اور بجائے جواب ان کفریات کی اسی تکفیر کو کافی سمجہہ لیا ہے اب وہ ان کفریات کی ضرر کا کچہہ اندیشہ نہین رکہتے اور انکے رد و جواب کی کچہہ ضرورت نہین سمجہتے ہمارے نزدیک اس خیال مین کئی غلطیان ہین جیسا کہ خیال اول سراسر غلط و غیر صحیح ہے یہہ مضمون دونون فریق کی غلطی کا اظہار کرتا ہے اور نیچریہ کی اسلام سے مخالفت ثابت کر کے انکی بحث و الزام کی ضرورت کا ثبوت دیتا ہے فریق اول کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ ہر چند اس فرقہ کے مجتہد و اس مذہب کے مجدد آنریبل

سید احمد خانصاحب بہادر سی آئی ای ظاہراً اسلام کا دم بھرتے ہین اور زبان سے نبوت محمدیہ کا اقرار کرتے ہین مگر درحقیقت وہ اصول اسلام کے پورے مخالف ہین اور قیود نبوت و اسلام کے ادعا کی دو پہلے مین نے سالہا سال اصول نیچریہ کو اصول اسلامیہ سے ملاکر دیکھا پر کہین موافقت کا نشان نہ پایا جہان دیکھا مخالفت کا اثر دیکھا۔ اس مخالفت کی تفصیل اس مختصر مضمون مین کہان ممکن ہے ونیز اس تفصیل کا کفیل تمام رسالہ اشاعۃ السنۃ ہے اسمقام مین امہات اصول اسلام مین آپ کی مخالفت کا اظہار کرتا ہون اور انکی تسلیم و اسلام کی حقیقت بتاتا ہون واضح ہو کہ امہات اصول اسلام نہ بلکہ جمیع ملل و ادیان سماویہ دو ہین (۱) اقرار توحید باری۔ (۲) اعتراف نبوت نبی۔ اور آپ کو دونون اصل سے خلاف ہے **اصل اول** سے آپکا یہہ خلاف ہے کہ آپکے نزدیک اقرار وجود باری ضروری و شرط نجات نہین ہے پس ضرورت توحید جو اقرار وجود باری کی فرع ہے آپکے نزدیک کہان باقی رہتی ہے اس سے ہمارا مدعا یہہ نہین ہے کہ آپ خود وجود باری کا اقرار نہین کرتے بلکہ مقصود اس سے یہہ ہے کہ جو لوگ یہہ اقرار نہین کرتے انکو آپ ایسا برا نہین سمجھتے بلکہ آپ انکے وجود باری کو صاف ناجی دہنی بتاتے ہین اور انکے انکار کو اپنے انکار کی آڑ مین چھپاتے ہین اور اسکو اپنے دلیل پر محمول فرماتے ہین تو گویا آپ انکو اس انکار پر جماتے ہین اور اقرار وجود باری کی ضرورت کو اٹھاتے ہین۔ اسکی پوری **مناسب لنظیر** یہہ ہے کہ ایک شخص بر ملا چوری کرتا ہے اور چوری کرنیکا مدعی ہے دوسرا شخص اسکو کہتا ہے کہ تو چور نہین ہے اور یہہ کام جو کرتا ہے چوری نہین کہلاتا۔ یہہ کہنا اسکا بعینہ چوری کرانا ہے۔ اور اس چوری کو صحیح و جایز کر دینا۔ رہا یہہ امر کہ واقعہ مین کوئی شخص وجود باری سے انکاری ہے (جس سے ہمارا سچ معلوم ہو) یا دنیا مین جو ہے اقراری ہے (جس سے جناب موصوف کا صدق متصور ہو سو محتاج بیان نہین ہے ہر دار و اعصار مین منکرین وجود باری چلے آتے ہین اور ہر زمانہ کی تواریخ مین ہم دہریہ کا ذکر پاتے ہین شاید ان تواریخ و نقول کو جناب ممدوح افترا بتادین اور ہر زمانہ گذشتہ کو انکار وجود باری سے آپ بری فرماوین لہذا مین اپنے زمانہ کے دہریہ منکرین وجود باری

† یہہ مراسلہ تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۳۰۰ھ مین سرزد ہوا ہے جسکی نقل اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ مین ہو چکی ہے حاشیہ

حصہ اوّل

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

وہان وہ لوگ اُترے تو اُنکو ایک ایسی جاندار چیز نظر آئی جسکا کثرت بالونکے سبب آگا پیچھا نظر نہ آتا۔ وہ بولے تو کون ہے اوسنے کہا جساسہ (خبر تلاش کرنیوالا) ہون وہ بولے کیسا جساسہ اسنے کہا اِس صومعہ مین چلو۔ وہان ایک شخص تمہارا مشتاق ہے۔ جب اسنے اس شخص کا ذکر کیا تو وہ ڈر گئے کہ شاید یہہ کوئی جن ہے۔ پہر جب وہان پہونچے تو ایک بڑا قوی و مضبوط انسان لوہے سے جکڑا ہوا نظر آیا۔ اُسنے اُنسے بہت سی باتین پوچھین اور اُنہونے بتائین آخر اسنے کہا کہ مین دجال ہون۔ قریب ہے کہ مجھے نکلنے کا اذن ہوگا۔ مین کوئی بستی نچھوڑونگا کہ اس سے پہر نہ جاؤن بجز مکہ و مدینہ کے کہ انپر قدرت نپاؤنگا +

یہہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ممبر پر چڑھ کر سنایا۔ اور یہہ فرمایا کہ یہہ میری اوس بات کے موافق ہے جو مین تمکو دجال کی باب مین کہا کرتا۔

اصل خبر دجال سبہی کتب حدیث مین مذکور ہے۔ اور قصہ تمیم داری صحیح مسلم۔ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی مین ہے۔ اس قسم کی صدہا غیبی خبرین ہین جو آنحضرت صلعم نے بتائین۔ اور لوگون کے مشاہدہ و امتحان مین آئی ہین۔ انکی تفصیل باسند کتب حدیث مین موجود ہے۔ اور مجمل ذکر ایک چہوٹی سی کتاب شفاء فی حقوق المصطفی مین بہی پایا جاتا ہے۔ طالب شائق اِن کتابونکا ملاحظہ کرے۔

اِن اخبار سے بعضی (جیسے نمبر ۱۳ و ۱۵) ایسی خبرین ہین جنکی تصدیق ہر کسیکو لئے ممکن ہے اور انکا تسلیم کرنا ہر کسے پر لازم۔ مسلمان ہو خواہ غیر۔ اون کتابونکا (جنمین وہ خبرین مذکور ہین) معتقد ہو خواہ منکر۔ اسلئے کہ وہ خبرین اون کتابون مین قبل از وقوع لکہی گئی ہین۔ پہر موافق تحریر وقوع مین آئین اور مخالف و موافق نے مشاہدہ کرلین۔ اِنکا تسلیم کرنا نبوت کی تصدیق یا اون کتب کی تسلیم پر موقوف نہین بلکہ نبوت کی تصدیق اور اون کتب کی تسلیم اون خبرون کے بجائے خود راست ہونے کو لازم ہے۔ اسمقام مین انہین خبرون سے بمقابلہ منکرین نبوت استدلال و احتجاج ہوا ہے۔ چنانچہ نمبر سابق مین بصفحہ ۲۹۵ نیز اسبات کیطرف اشارہ ہو چکا ہے

اور بعضی خبرین (جیسے نمبر ۱۲ و نمبر ۱) از انجملہ ایسی ہی ہین جنکی تصدیق و تسلیم تصدیق نبوت و تسلیم صحت
ان کتب پر موقوف ہے - اُن خبرین کا ذکر کرنا ان لوگون کو مقابلہ مین نہین ہے جو نبوت محمدیہ کے
منکر ہین - اور ان کتب کی نقل و روایت کو جھوٹا جانتے ہین - بلکہ ان لوگون کے مقابلہ مین ہے جو مسلمان
ہوکر نیچری ہوگئے ہین یا نیچری ہونے کا ارادہ رکھتے ہین و صرف اتنک ابھی تک قرآن و حدیث کی تسلیم صحت کا دم
مارتے ہین - یہہ لوگ باوجود تصدیق نبوت محمدیہ و تسلیم کتب اصول اسلامیہ (یعنے کتاب اللہ و احادیث نبویہ
حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہے) - نہین مانتے - اپنی نچریت سے نبوت کو فقط قانون
قدرت مین غور و فکر کرنے کا نتیجہ قرار دیتے ہین اور بلا واسطہ فکر عقل غیب الغیب سے کسی بات کا منکشف ہوجانا ناممکن
محال جانتے ہین - چنانچہ خیالات و مقالات اون لوگون کے ہم بارہا پہلے پرچون مین خصوصاً نمبر ۹
مین صفحہ ۲۵۹ - اور نمبر ۱۱ مین صفحہ ۲۸۷ نقل کرچکے ہین - ان لوگون کے سوجھانے اور سمجھانے کو وہ
خبرین ذکر کی گئی ہین جسنے بلا واسطہ غور و فکر غیب الغیب سے اطلاع ہونا - اور انبیاء علیہم السلام مین اسی
ملکی طاقت کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے - اور ان کتب مین جنکو وہ مانتے ہین اور اسنے اپنے مطلب کی
حدیثین (جیسے انتم اعلم بامور دنیاکم اور من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنے وان سرق وغیرہ) نقل
کرتے ہین - انکی تفصیل و نقل موجود ہے - اور اس بحث اثبات نبوت مین جیسا اصل نبوت کا اثبات ہمارا
مقصود ہے - اور منکرین نبوت کا مقابلہ مطلب ویسا ہی مثبت نبوت اور اسکی حقیقت کا بیان ہمارا
مقصود ہے - اور ان حضرات نیم منکرین کا مقابلہ بھی مطلوب ہے -

اب ان حضرات کو لازم ہے کہ ان اخبار کو مع اخبار قسم اول و اخبار عہد عتیق و جدید جو نمبر ۱۱ مین
مین خطبات احمدیہ سے منقول ہوئی ہین غور و توجہ سے ملاحظہ فرماوین - اور بعد غور انصاف سے کہین
کہ جو باتین آنحضرت یا پہلے مقدس لوگون نے قبل وقوع بتائین اور موافق انکے بیان کے وقوع مین
آئین یہہ عقل سے کیونکر معلوم ہوسکتے ہین اور عقل کے دستور العمل کتاب نیچر یا قانون قدرت (جو خدا کے
ہاتھون اور آسمان کے ستارون اور زمین کی کتابون سے عبارت ہے) کی کونسے حصہ یا صفحہ
لکھی ہوئی ہین - یہہ نہ بتاسکین تو حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث و کتب قدیمہ سے ثابت ہوتی

ہے) مان لین - اور نبوت کا عقل سے علاوہ فیضان غیبی ہونا جسکا اثبات اصل سادس کا نتیجہ ہے تسلیم کرلین +

یہہ تفصیل جو صفحہ ۲۸۶ سے یہانتک قلم مین آئی وجود تمثیل دوئم پر بمنزلہ انی استدلال ہے جسمین اثر کے وجود سے موثر کے وجود کا اثبات ہوتا ہے - جیسی کسیکو بخار مین مبتلا دیکھکر اس سے استدلال کیا جاتا ہے

فیقال ھذا متعفن الاخلاط - لانہ محموم - وکل متعفن الاخلاط محموم - فھذا متعفن الاخلاط

کہ اسکے بدن مین اخلاط متعفنہ (جو بخار کا سبب ہوجاتے ہین) موجود ہین - اسیطرح ہمنے بعض مقدس انسانون کی بتائی ہوئی غیبی خبرون کو واقعی پاکر انکی موثر و سبب وجود (یعنے ملکہ و قوت علم غیب) پر استدلال کیا ہے - یہہ دلیل انی عوام فہم ہوتی ہے - گو اسمین وجہ اور کیفیت صدور اثر از موثر معلوم نہین ہوتے اور اسباب مین بطور دلیل لمی بھی استدلال ممکن ہے - جسمین موثر اور سبب کے وجود سے اثر اور سبب کے

فیقال ھذا محموم - فانہ متعفن الاخلاط وکل متعفن الاخلاط محموم فھذا محموم

وجود پر استدلال کیا جاتا ہے - جیسے کوئی کسی شخص مین تعفن اخلاط کا مشاہدہ کرے - اور اس سے اسکے بخار مین مبتلا ہوجانے کا حکم لگادے - اسیطرح ہم نوع انسان مین اس قوت کا جو علم غیب کا سبب و موثر ہے مشاہدہ کرکے اسکے لئے ایسی چیزونکا جان لینا جو حواس و عقل سے خارج ہون ثابت کرسکتے ہین - گو اسکے کسے غیبی خبر کا تجربہ و مشاہدہ نکرین +

اس دلیل کا تفصیلی بیان کرون تو بحث طویل ہوتی ہے و مع ذلک عامہ ناظرین سے اسکے سمجھنے کی توقع نہین لاجرم مجمل بیان پر اکتفا کرتا ہون - اور قدر ضروری معرض بیان مین لاتا ہون -

مخفی نرہے کہ علم (اشیاء حاضرہ کا ہو یا ہماری نسبت غائبہ کا) درحقیقت خداوند قیوم عالم کی صفت ہے - اور اوسکا استقلال ذاتی اور تجرد اسکا مدار* ہے - اوس ذات کے سوائے جہان کہین اس صفت کا وجود پایا جاتا ہے (مجردات و عقول ہون جنکے فلاسفہ معتقد ہین یا ملائکہ و نفوس قدسیہ جنسے مسلمان

* میزان تصحیح العاقلیۃ کون الشیء قائما بالذات لا بالمحل بعد تجردہ فی ذاتہ لا بعمل عامل عن المادہ و غواشیہا المنغمسۃ فی الجہات الظلمانیۃ اعنی العدم والقوۃ المانعۃ عن الظہور والتعقل - (قاضی مبارک)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اعتقاد رکھتے ہین) وہان اسی قیوم حقیقی عالم کا فیضان ہوتا ہے اور انکے آئینہ ذات پر اسی نور کا عکس پڑتا ہے
یہان بھی مدار اس علم مستفاد و مستعار کا وہی تجرد و استقلال ہے جو اسی قیوم کی استقلال تجرد سے فائض
ہوتا ہے - اور اسکا اثر یا ظل کہلاتا ہے - اور چونکہ یہہ استقلال مع التجرد روح کی صفت ہے نہ جسم کی - کیونکہ وہ
تجرد سے عاری ہے اسلئے وہ علم جو قیوم حقیقی عالم سے فائض ہوتا ہے اسی روح کی صفت ہے نہ جسم یا آلات
جسمانیہ کی جو تجرد سے عاری ہین - اور غواشی ظلمت ہین جو جماد کو لوازم سے ہے منہک +

اور جو روح انسانی کو ہم انکہ کان ناک وغیرہ حواس کا تحصیل علم مین محتاج دیکھتے ہین اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ
علم دراصل حواس جسمانی کی صفت ہے بلکہ روح کو جسم سے تعلق ہو جانا اسکا سبب ہے - جسنے روح کو ان حواس کا
محتاج کر دیا ہے - یہی وجہ ہے کہ جن ارواح کو اس تعلق جسم سے تجرد ہے (جیسے عقول یا ملائکہ) وہ ان
حواس کے محتاج نہین ہین - اور جب اسی روح انسانی کو بدن سے تعلق نہین رہتا تو وہ بھی حواس کا محتاج
نہین رہتی +

سوال تعلق روح کا جسم کس قسم کا ہے جسسے وہ باوجود استقلال ذاتی کے حواس کی محتاج ہو جاتی ہے -

جواب وہ تعلق تدبیر و تصرف ہے جیسا بادشاہ کو ملک و رعایا سے ہوتا ہے جو باوجود استقلال و استغنا
بادشاہ کے اپنے ذاتی امور مین اسکو وزیر و امیر وغیرہ ارکان دولت کا محتاج کر دیتا ہے اور فقیر جسکو ملک کا کام
نہین اس سے بے پروا ہوتا ہے +

سوال یہہ تو قیاسیہ تمثیل ہے جس سے پوری تفصیل اس تعلق کا علم نہین ہوتا اسباب مین پوری
تفصیل بتاؤ - اور حقیقت اس تعلق کی بیان کرو +

جواب اس تعلق کی پوری تفصیل تب بتا دین جب روح کی پوری حقیقت بیان کرین اور اسکا
بیان کرنا کچھہ سہل نہین اور اسکا سمجھنا بھی ہر کسی کا کام نہین یہہ وہ امر ہے جسکی نسبت قرآن مین یہہ
وارد ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا - پس اگر اسباب مین کچھہ کہنے کہا ہے یا کہا جا سکتا ہے تو وہی ہے
جو ہمنے بیان کیا ہے - وہی بیان علمی طور سے مدافعات ذیل ہو سکتا ہے -

دفعہ (۱) روح ایک جوہر (مستقل و قائم بالذات) ہے نہ عرض (جسکا قیام کسے محل سے ہوتا ہے

جیسی سفیدی یا سیاہی جو جسکے قیام ہتی ہے)

(۲) وہ باوجود جوہر ہونے کے جسم متحیز قابل انقسام نہین ہے۔

(۳) نہ وہ جسم مین داخل ہے نہ خارج نہ اسکے متصل نہ اس سے منفصل نہ اسکے نیچے نہ اسکے اوپر نہ کسی دوسرے جہتہ مین اسلئے کہ یہہ سب اجسام کے صفات ہین اور جب وہ جسم نہین تو ان صفتون کا بھی محل نہین

(۴) بلکہ اسکو جسم انسانی اور خاصکر اس جسم لطیف بخاری سے جو خون سے پیدا ہوتا ہے اور طبیعہ نکی اصطلاح مین وہ روح حیوانی کہلاتا ہے۔ ایک تعلق خاص ہے جسکو جسنے تعلق تدبیر تعبیر کیا ہے۔

اس تعلق کی حقیقت تو ویسی ہی مجہول ہے جیسی روح کی۔ پر اسکا لازمہ اور اثر یہہ ہے کہ وہ اس تعلق کے سبب جسم کی تربیت و اصلاح کرتی ہے۔ اور جس امر کی عالم قدس سے فائض ہونے کی وہ لیاقت رکھتا ہے اسمین روح اسکا وسیلہ ہے۔ اس امر کی فیضان مین وہ روح حیوانی اور جسم کے لئے بمنزلہ ایک روزن (یا آئینہ) کے ہے جو آفتاب کی روشنی کسی چیز پر پہنچاتا ہے۔ یہہ تعلق اسکو اور روح حیوانی سے ہوتا ہے پھر اسکے واسطہ سے جسم سے۔ اس تعلق کے سبب اسکو جسم و حیوانات سے کام پڑتا ہے جیسے اگر کسی شخص کو کسی قوم کا نائب یا وکیل بنا یا جاوے تو اسکو اس قوم کے حال و قال جاننے اور سمجھنے سے کام پڑتا ہے۔ اس تعلق کے ساتھہ بھی روح کی استقلال ذاتی مین فرق نہین آتا۔

(۵) روح کے استقلال ذاتی کے یہہ معنے نہین کہ اسکو اپنی ذات یا ذاتی کمالات مین دوسری کی طرف حاجت نہین۔ وہ تو ایک مخلوق چیز ہے اس معنے کر استقلال اسمین کہان متصور ہے۔ وہ پہلے اپنے فیضان ذات اور وجود مین خالق قیوم عالم کی محتاج ہے جو اپنے علوم و کمالات مین اس خالق کے اور اسباب کی (جو خالق نے اسکی کمال کے ذریعے بنائے ہین) محتاج ہے۔ بلکہ معنے اسکے یہہ ہین کہ وہ اپنے تحقق و تحصل مین کسی محل مین قیام و انضمام و حلول کے محتاج نہین۔ جیسے عرض اپنی تحقق مین محل کا محتاج ہوتا ہے۔ اس معنے کر استقلال کو اس تعلق و احتیاج سے منافات نہین ہے۔

(۶) اسکی نسبت جو قرآن مین قل الروح من امر ربی آیا ہے اور بنا رعلیہا امام غزالی نے اپنی کتب مین اسکو عالم خلق سے خارج کر کے عالم امر مین داخل کیا ہے تو اس سے یہہ مراد نہین کہ خدا نے اسکو بیدا نہین کیا

وہ اپنے آپ ہوگئی ہے یا وہ خدا کی جنس ہے - بلکہ مراد اس سے یہہ ہے کہ وہ جسم نہین ہے جو مقدار و انداز مین آسکتا ہے - چنانچہ امام غزالی نے رسالہ المضنون بہ علی غیر اہلہ مین اس مراد کو بتصریح بیان کیا ہے حیث قال فقیل لی ما معنے قل الروح من امر ربی وما معنے عالم الامر وعالم الخلق فقلت کل ما یقع علیہ مساحۃ وتقدیر فہو عالم الاجسام وعوارضہا ویقال انہ من عالم الخلق والخلق ہنا بمعنے التقدیر لا بمعنے الایجاد والاحداث ویقال خلق الشئ ای قدرہ قال الشاعر - وبعض القوم یخلق ثم یفری ای یقدر الادیم ثم یقطع - وما لا کمیۃ لہ ولا تقدیر فیقال انہ امر ربانی وذلک للمضاہاۃ* التی ذکرناہا وکل ما ہو من ہذا الجنس من ارواح البشر وارواح الملائکۃ یقال انہ من عالم الامر فعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ عن الحس والخیال والجہۃ والمکان والتحیز وہی ما لا تدخل تحت المساحۃ والتقدیر لانتفاء الکمیۃ عنہ فقیل لی ہذا یوہم ان الروح لیس مخلوقا فہو قدیم قلت قد توہم ذلک جماعۃ وہو جہل بل نقول ان الروح غیر مخلوق علے انہ غیر مقدر بکمیۃ فانہ لا ینقسم ولا یتحیز ولا یتجزی ولا کنہ مخلوق بمعنے انہ حادث ولیس بقدیم وبرہان حدوثہ طویل ومقدماتہ کثیرۃ - الی آخر ما قال وبین خلاصۃ المقال -

(۷) اسکی نسبت جو قرآن مین ونفخت فیہ من روحی ارشاد ہوا ہے اس سے یہہ مراد نہین کہ روح خدا کا جزو ہے اور اسکا آدم مین پہونکنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے سانس کسے چیز مین پہونکتا ہے - بلکہ روحی کہنے سے یہہ مراد ہے کہ منجملہ مخلوقات الٰہی روح کو خدا سے ایسی خاص مناسبت اور صفت علم مین مشابہت† ہے اور مخلوقات جسمانیہ کو نہین ہے - اسلئے خدا نے روح کو اپنی طرف منسوب کیا اور روحی (میرا روح) فرمادیا جیسے اپنے خاص بندونکو بخطاب عبدی (میرا بندہ) یاد فرمایا ہے باوجودیکہ بندہ ہونیکی نسبت ہر کسیکو حاصل ہے - اور نفخت ہن (اوس مین سے پہونکنے) سے مراد فیضان اور یہی تعلق ہے جسکا ذکر ہو رہا ہے

* ہذہ المضاہاۃ مفسرۃ نے دفعہ ۷ - † مشابہت اور چیز ہے مماثلۃ اور ہے - وہر چند کسے چیز کو خدا سے مماثلۃ نہین ہے - چنانچہ آیہ لیس کمثلہ شئ کا منطوق ہے پر مشابہہ بہت چیزون کو خدا سے حاصل ہے - مماثلۃ جمیع صفات وکمالات مین مشابہۃ کا نام ہے اور مشابہۃ فی الجملہ مناسبۃ بعض صفات سے گو انکی حقیقت واصلیت مین تفاوت ہو ثابت ہو سکتی ہے - مشابہہ چیز عربی مین مثل بفتح میم کہلاتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے اوپر مخلوقات سے مشابہۃ ذکر کی ہے - فقال مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح الایہ حاشیہ

(285)

یہہ فیض ہی ایسا فیض نہین جیسے کوئی کسیکے دامن مین اشرفیان ڈالدیتا ہے - یا ایک برتن سے دوسرے مین پانی اولٹا دیتا ہے بلکہ یہہ ایسا فیض ہے جیسے آفتاب کے شعاع سے زمین کو پہنچتا ہے اور اسپر آفتاب افضت من نوری علی الارض (یعنے اپنا نور زمین پر ڈالا) کہہ سکتا ہے - بعض لوگ اس شعاع کے فیضان کی حقیقت یہہ سمجھتے ہین کہ شعاع جرم آفتاب سے جدا ہوکر زمین پر گرتی ہے مگر یہہ انکی غلطی ہے - حقیقت مین شعاع آفتاب سے جدا نہین ہوتی بلکہ اسکے سبب سے ویسے ہی شعاع (اگرچہ بدرجہا اس سے ضعیف ہے) زمین پر پیدا ہوجاتی ہے جیسے آئینہ دیکھنے والے کی خارجی صورت کے سبب ویسے ہی صورت آئینہ مین پیدا ہوجاتی ہے - اور اس خارجی صورت سے کوئی چیز جدا نہین ہوتی اسے قسم کا فیضان روح انسانی کا (جو ایک خصوصیت کے سبب روح الٰہی سے تعبیر ہوئی ہے) جسم آدم پر ہوا ہے جسکو اسکے ظل یا شعاع پڑنے سے تعبیر کرنا بھی بیجا نہین ہے - اسیکے سبب جسم انسان مین روح کا خاصہ یعنے علم و ادراک پایا جاتا ہے وہ نہو تو جسم پھر وہی خاک ہے +

(۸) روح باوجود ان صفات و کمالات کے عین خدا یا خدا کی مثل نہین ہوسکتی اسلئے کہ وہ اخص صفات خداوندی (جو خدا کے قیوم ہونے اور اپنی ذات سے موجود ہونے اور اپنے ماسوائے کے موجد ہونے سے عبارت ہے) مین اسکے مشارک و مماثل نہین - یہہ صفتین خداوند عالم مین پائی جاتی ہین اور روح مین مفقود ہین +

اب مین قلم کو اس بیان سے روکتا ہون اسلئے کہ اس مقام اور افہام عوام کو اس سے اجنبی

---

* آفتاب کی اس قول کو خدا کے قول (ونفخت فیہ من روحی) سے فقط فیضان مین تشبیہ ہے اور جس چیز کے فیضان کا دونون قولون مین ذکر ہے اسمین دونون جگہہ فرق ہے جس چیز کے فیضان کا آفتاب کے قول مین ذکر ہے (یعنے نور آفتاب) وہ آفتاب سے جدا نہین ہے) اسکے ذات سے قائم ہے اور جس چیز کے فیضان کا قول الٰہی مین ذکر ہے (یعنے روح) وہ خدا سے جدا اسکے ایک مخلوق ہے جسکو ایک خصوصیت کے سبب خدا نے اپنی طرف منسوب کیا ہے - حاشیہ

دیکھتا ہون - اور جسقدر مینے بیان کیا ہے اس سے گو روح اور اسکے جسم سے تعلق کی حقیقت کا تو کچھ پتہ نہ لگا - پر اس تعلق کے لوازم و آثار کا حال خوب منکشف ہوگیا - اور یہہ ثابت ہوا کہ روح کو جسم سے ایسا تعلق ہے جس سے وہ بدن کی اصلاح و تدبیر کرتی ہے اور اس تعلق کے سبب وہ حواس و آلات جسمانی کی محتاج ہوگئی ہے +

پھر جس روح کو اس تعلق کے ساتھہ ہی تجرد حاصل ہو جاتا ہے اسکو بلا واسطہ حواس بقدر اپنے تجرد کے علم اشیاء حاصل ہو جاتا ہے اسے طاقت کو ہمنے عنوان مقدمہ سادسہ مین (صفحہ ۲۵۴) - انسان کی ملکی طاقت سے تعبیر کیا ہے جیسے کہ اس محتاجانہ طاقت کو جسمین روح علوم مین حواس کی محتاج ہو جاتی ہے عنوان مقدمہ خامسہ مین (صفحہ ۲۲۶) - انسانی قوت کر تعبیر کیا ہے +

پھر جو روح اس تجرد مین درجہ کمال کو (جسکی حد مفارقات و ملائکہ ہے) پہنچ جاتی ہے تو وہ بحالت مزاحمت حواس وغیرہ لوازم جسمانیہ و تدبیر و تصرف جسم کے اپنی اس ذاتی طاقت سے کام لے سکتی ہے اور بحالت بیداری اس علم الٰہی کا محل انعکاس ہو سکتی ہے - اور جو اس تجرد مین قاصر اور نامکمل ہوتی ہے وہ بحالت مزاحمت حواس کچھہ کر نہین سکتی فقط تعقل و سکون حواس مین اس طاقت سے کام لے سکتی ہے اور خواب مین محل انعکاس علم الٰہی ہو سکتی ہے +

تیسری خوابون - کے باب مین لمی استدلال یہی ہے جسکا وعدہ بیان نمبر ۱۲ صفحہ ۲۸۴ مین ہمنے کیا ہے امام غزالی نے اس باب مین عجب تقریر کی ہے جو ہمارے بیان کی مؤید و مصدق ہے - آپ رسالہ مضنون بعلی اہلہ مین فرماتے ہین - امر پنجم (پنجمہ امور عشرہ مندرجہ خاتمہ رسالہ) ہے خوابون کے سبب کے بیان مین ہے (وہ یہہ ہے) کہ جب خواب مین حواس (آنکھہ کان ناک وغیرہ) بیکار ہو جاتے ہین تو روح (جو حواس کی بتائی باتون کے فکر مین لگی رہتی ہے) کچھہ فراغت پاتی ہے اور روحانیات سے (جنمین موجودات عالم لفظ موجود ہین) اور انکو شرع مین الٰہی سے تعبیر کرتے ہین

الحواس فی سبب الرؤیا الصالحۃ - اذا کانت الحواس تعبت النفس فارغۃ عن شغل الحواس لانہا لا تزال مشغولۃ بالتفکر فیما تورد الحواس علیہا فاذا وجدت فرصۃ للفراغ دارتفع عنہا	

حصہ دوم

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

تعبدی امر سمجہا تہا کہ باوجود اس خیال کے کہ اسکی علت مشروعیت اوٹہہ چکی ہے اسکو ترک نکیا۔ اور اسبات سے بہی مجہے آگاہ کرین کہ اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ کی اس فقرہ کو ثم خشی ان یکون لہ سبب آخر جس سے حضرت عمر کا رمل کو ترک نکرنا صاف ثابت ہوتا ہے کس غرض سے دیدہ و دانستہ حذف کر دیا۔

اسی قسم کی ایک اور بات ہے جو آپنے ہمارے بیان کے برخلاف کہی ہے کہ "حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رمل کو سنت جاننا غلطی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباس آنحضرت کے ہر فعل کو سنت یا دین نہین سمجہتے تہے"۔ جس سے مقصود آپکا یہہ ہے کہ رمل ایک دنیوی امر ہے۔ دین مین داخل نہین۔ اسمین غلطی یہہ ہے کہ آپنے دین اور سنت کو ایک سمجہا ہے۔ اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے سے اسکا دین دین نہونا خیال کر لیا۔ اور درحقیقت دین سنت سے عام ہے۔ جسمین امر مندوب یعنے مستحب غیر موکد بہی شامل ہے۔ اور سنت خاص وہ فعل ہے جسمین تاکید پائی جاتی ہے اور حضرت ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے کا مطلب چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہے فقط یہی ہے کہ یہہ امر لازمی و تاکیدی اور امر مقصود لذاتہ نہین ہے کہ ہر سال لوگون کو اسکے کرنے کی تاکید ہو اور اس فعل کا انسے مطالبہ ہو۔ ایسی تاکید و طلب تہی تو اسے سال تہی جسمین مشرکین کے خیال کی تغلیط منظور تہی۔ امام نووی کہتے ہین۔ یہہ بات کہ وہ

قولہ کذبوا فی قولہم انہ سنۃ مقصودۃ متاکدۃ لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم یطلبہا مطلوبۃ دائما علی تکرر السنین وانما امر تلک السنۃ لاظہار القوۃ عند الکفار۔ وقد زال ذلک المعنے۔ وہذا الذی قالہ من کون الرمل لیس بسنۃ مقصودۃ ہو مذہبہ وخالفہ جمیع العلماء من الصحابۃ والتابعین واتباعہم۔

اس قسم کی سنت نہین فقط ابن عباس کا خیال ہے۔ انکے سواے اور سب اصحاب وتابعین وتبع تابعین کے نزدیک وہ ایسی ہی موکدہ سنت ہے۔ ابن عباس کی کلام کا یہہ مطلب ہمنے اسلئے قرار دیا ہے کہ خود انہی حضرت سے اس رمل کو سنت کہنا بہی اسی کتاب ابو داؤد مین (جس سے آپنے اونکا سنت نکہنا نقل کیا ہے) نیز مروی ہے۔ پس انکے دونون قولون (نفی و اثبات) مین تطبیق و توفیق کی یہی صورت ہے۔ کہ جہان آپنے اسکی سنت ہونے کی نفی کی ہے۔ وہان سنت سے آپکی مراد سنت موکدہ و مطلوبہ و مقصودہ ہے اور جہان خود اسکو سنت کہا ہے وہان سنت سے مراد سنت غیر موکدہ اور طریقہ اسلامیہ ہے۔

ہمارے دوست نے اس کتاب کے دوسرے صفحہ مین یہہ قول ابن عباس کا ملاحظہ نفرمایا اور نہ سنت اور دین کی باہمی نسبت عموم وخصوص کو لحاظ فرمایا۔ اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے سے اسکا دین سے خارج اور منجملہ دنیوی مصالح کے ہونا سمجہہ لیا۔

ہم امید کرتے ہین کہ اب ہمارے شفیق ان باتون کو بہی خیال مین لاوینگے اور اس غلطی کی بہی اصلاح فرماوینگے۔ یا جو ہمسے اس بیان مین غلطی ہوئی ہو۔ اسپر ہمکو مطلع کرینگے۔

دوسری مثال۔ حضور مساجد و جماعت کی متعلق آنحضرت کا یہہ حکم تہا۔ کہ اگر عورتین جماعت کے لئے مسجدون مین جانا چاہین تو انکو منع نکرو۔ اور اگر وہ گہر مین نماز پڑہین تو انکے حق مین بہتر ہے۔ اس حکم مین جو عورتون کو مسجد جانے کی اجازت اور مردون کو روکنے سے ممانعت پائی جاتی ہے بحسب ارداد علماء امن وصلاحیت موجودہ زمانہ حضرت رسالت کی سبب سے ہے۔ اور وہ امن اسکی علت ہے۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ یہہ علت زمانہ صحابہ مین اوٹہہ گئی تہی

عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا استاذنت احدکم امرتہ الی المسجد فلا یمنعہا۔ رواہ مسلم وفی روایۃ ابی داؤد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا نساءکم المساجد وبیوتہن خیر لہن۔

اور عورتون کی صلاحیت جاتی رہی - انہون نے زینتون کا اظہار شروع کر دیا - اور فتنہ و فساد پہیل گیا تہا - پہر اس حکم کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹہایا - اور عورتونکو مسجدون مین جانیسے نہ روکا - اور اگر احیانا کسے نے اپنی عقل سے روکنا چاہا تو اس سے سختی و ملامت سے معاملہ کیا - حضرت عائشہ صدیقہ نے باوجود مشاہدہ حال فساد

عن عائشة تقول لو ان رسول الله صلے الله علیه وسلم رای ما احدثت النساء لمنعهن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل - رواه مسلم ص ۱۸۳

عورتون کے اور پسند کرنے انکی بندش کے یہی فرمایا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے اور عورتونکی یہہ باتین جو انہون نے پیچہے نکالی ہین ملاحظہ فرماتے تو ضرور انکو مسجدون سے روک دیتے - اور اس حکم کو بخیال ارتفاع علت اوٹہا دیتے

افادت ان الحکم بتبدیل السنة عنه زوال العلة مخصوص بالشارع صلے الله علیه وسلم وانه فی معنے النسخ فلا یقدم علیه احد غیره - امتنعت رض من ان تمنع النساء بنفسها بزوال علة الاذن الے المساجد - (دراسات اللبیب ص ۵۹ و ۶۲)

ہمارا منصب نہین کہ اس حکم کو اوٹہا دین اور اپنے خیال کو پورا کرین - اسمین آپکا صاف یہہ ارشاد ہے کہ حکم کا بدل دینا علت کی اوٹہہ جانیسے ایسا بہاری کام ہے کہ آنحضرت ہی سے مخصوص ہے حضرت عبد اللہ بن عمر کے لڑکے بلال نامی نے اس خیال سے کہ اب اس حکم کی علت اوٹہہ چکی ہے اور عورتون

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لا تمنعوا نساءکم المساجد اذا استاذنکم فقال بلال بن عبد الله والله لنمنعهن قال فاقبل عبد الله فسبه سبا سیئا ما سمعته منه قط قال اخبرک عن رسول الله

مین فتنہ پہیل گیا ہے عورتون کو منع کرنا چاہا اور باپ سے کہا کہ اگر ہم منع نکرینگے تو وہ مسجدون مین جانے کو ایک ذریعہ فساد بنا لینگی حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کہنے پر انکو بہت برا کہا - پہر کہی

صلے اللہ علیہ وسلم ولقول لنمنعہن وفی روایۃ قال ابن لعبد اللہ لاندعہن اذاً یتخذنہ دغلاً قال فزبرہ - وفی روایۃ فضرب فی صدرہ اخرج ہذہ الروایات مسلم فی صحیحہ ص ۱۸۳ وفی روایۃ احمد ذکرہا صاحب المشکوٰۃ فما کلمہ عبد اللہ حتی مات

ویسا نہ کہا تہا اور مار پیٹ بہی کی اور اس سے بات چیت کرنے چہوڑ دی یہانتک کہ اس دنیا سے رحلت کی عموماً اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین و اخلاق پر نظر کرنے سے اور خصوصاً حضرت عبد اللہ بن عمر کے پورے متبع سنت ہونے کے خیال سے یقین کیا جاتا ہے کہ

یہہ سختی اور تمام علماء کی ترک کلامی حضرت عبد اللہ بن عمر کی فقط اس ایک فرعی بات پر نہ تہی بلکہ اس فرع کی اصل پر یعنے رفع حکم بارتفاع علتہ) پر تہی جس سے ہزار ہا احکام شرعی کی بیخ کنی ہوتی تہی - اور حرمت شراب زنا وغیرہ ہشیار کے اُٹہی جاتے نظر آتی -

اس قسم کی مثالین اور بہت ہین - پر اس مقام مین انہین دو مثالون کے بیان پر اکتفا کیا گیا جنسے صاف ثابت ہو گیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علت کے اوٹہہ جانیسے حکم کو نہ اٹہاتے اور اس امر کو خاص شارع ہی کا منصب سمجہتے -

ہان بعضے احکام ایسے بہی ہین جو بارتفاع علت مرتفع ہو سکتے ہین ولیکن وہ احکام وہ ہین جنکی علتین شارع کے بیان سے مناط و مدار معلوم ہوتے ہین - یعنے شارع کے قول یا فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ جہان ان احکام کی علتین نہ پائی جاوین وہان ان احکام کا پایا جانا مقصود شارع نہین ہے - ایسے احکام کا ارتفاع بوقت ارتفاع علت خود شارع کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہے اسلئے وہ ہمارے انکار و نزاع کا محل نہین ہے اسی نظر سے جہان ہمنے اس ارتفاع سے انکار کیا ہے وہان علت کو [illegible] کہ اسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو) مقید کر دیا ہے - چنانچہ نمبر سابق [illegible] موجود ہے - اور حکم لباس

فاخر جسمین نزاع ہے اس قسم سے نہین ہے کہ شارع نے اسکی علت کو مناط ٹہرایا ہو۔ اور اسکی ارتفاع سے ارتفاع حکم تجویز کر دیا ہو۔

اس حاشیہ مین اگرچہ کسیقدر طول ہو گیا ہے مگر یہ بیان اسرار ملل و احکام کیلئے بمنزلہ ایک قانون کے بن گیا ہے اور اسمین بعض دفعات آئندہ مضمون مخاطب کا جواب بہی آگیا ہے۔ اور مسئلہ آزار مین ان شبہات نیچریہ کا (کہ یہہ حکم تکبر سے معلول و مخصوص ہے تو مسکینون کے آزار کو کیون شامل ہوا اور اگر تکبر سے مخصوص نہین ہے تو صدیق اکبر کے آزار کو اس سے کیون مستثنی کیا) جواب بہی اسمین ادا ہوا۔ آئندہ توفیق فہم منجانب خدا ہے۔

رجوع بمتن

ومنہا الجنس المستغرب الناعم من الثیاب قال صلے اللہ علیہ وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ یوم القیمۃ۔

وازانجملہ انوکہہ اور عمدہ قسم کا کپڑا۔ جیسے ریشمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ریشمین کپڑا دنیا مین پہنیگا وہ قیامت مین نہ پہنیگا۔

مترجم کہتا ہے یہہ حدیث صحیحین مین مروی ہے چنانچہ اسکی تخریج رسالہ نمبر ۸ مین بصفحہ ۲۵ بضمن احکام سنت ہو چکی ہے۔

اس لباس کے حرام ہونے کی علت اور سبب بہی وہی فخر و تکبر ہے جو اس لباس کیلئے لازم ہے۔ اور جو لوگ یہہ لباس بہ نیت تکبر نہین پہنتے انکے حق مین اس لباس کے حرام ہونے وہ وجوہات اربعہ ہین جو مسکینون کے دراز ازار کی نسبت نمبر سابق مین بصفحہ ۳۲۸ بیان ہو چکے ہین۔ شاید یہان کوئی اعتراض کرے کہ ریشمین کپڑے سے بڑہکر عمدہ اور انوکہے۔ بانات۔ مرینہ۔ پشمینہ۔ اور السی کے کپڑے استعمال کئے جاتے ہین اونکے پہننے مین فخر و تکبر ریشمین لباس کے فخر سے کچہہ کم نہین ہو سکتا ہے۔ پہر شرع مین ان کپڑون کا پہننا کیون حرام نہوا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ فخر و تکبر سے جس قسم کا لباس پہنا جاوے

(سوتی یا اونی کیوں نہو) شرع مین حرام ہے - اور سوائے ریشمین کے جو عمدہ قسم کا لباس شرع مین مباح ہے وہ بشرطیکہ موجب تکبر و تفاخر نہو مباح ہے یہہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عموماً تکبر و تفاخر کو حرام کرنے سے بتا دی ہے اور خاص لباس کے باب مین بھی اسپر تصریح کی ہے - ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جسکے دل مین ایک ذرہ تکبر ہوگا وہ بہشت مین نہ جاویگا - اسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ آدمی چاہتا ہے میرا لباس عمدہ ہو - میرا جوتا خوبصورت ہو - (یعنے یہہ کیا یہی عمدہ لباس پہننے والے دوزخ مین جاوینگے)

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس رواہ مسلم -

آنحضرت نے جواب دیا کہ اللہ تعالی صاحب جمال ہے - وہ جمال کو دوست رکھتا ہے - تکبر یہہ ہے کہ حق کے سامنے اترا دین - اور لوگون کو نگاہ مین نہ لاوین - (یعنے عمدہ لباس مشروع بہ نیت افتخار و بنظر لوگون کے حقارت کے پہننے تو تکبر مین داخل ہے نہین تو نہین) **ہان** - اس لباس مین اور ریشمین مین یہ فرق ہے کہ ریشمین ہر حال حرام ہے - اور اوسمین بجز اون لوگون کے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مستثنی کیا ہے کسی شخص کی نسبت یہہ تجویز ممکن نہین ہے کہ اسکے دل مین تکبر نہین اسلئے اسکے حقمین وہ حرام نہین اور اس لباس مشروع مین یہہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی اسکو بہ نیت تفاخر و احتقار خلائق پہنے تو اسکے حقمین حرام ہے اور اگر کوئی بارادہ اظہار نعمت الہی و ادائے شکر خداوندی پہنے تو اسکے حقمین ثواب و عبادت ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کو اپنے نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دکھائی دینا خوش لگتا ہے - اور اگر کوئی محض بارادہ خلاف زینت پہنے تو اسکے حقمین مباح ہے - **اب** اگر کوئی اسپر اعتراض کرے کہ اسمین اور اسمین یہہ فرقہ کیون ہوا - وہ یہ ریشمین بہر حال حرام اور یہہ عمدہ سوتی و اونی اس تفصیل سے

بہر حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ - رواہ الترمذی -

مباح و ثواب و حرام کیون ٹہرایا گیا - تو اسکا جواب بتفصیل ذیل ہے اگر معترض مدعی
اسلام ہے (جیسے نیچری مسلمان کہلا کر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - اور اسلام کو
زبان سے حق مانکر اسکی تعلیمات کو عقل کی گہسوٹی پر لگاتے ہین جس امر کو موافق عقل
نہین پاتے اسکو دین سے مٹاتے ہین) تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ہم نمبر ہفتم مین بصفحہ ۱۹۱
ثابت کر چکے ہین کہ جیسے ہزارہا احکام اسلام کی وجوہات عقلیہ ہمکو معلوم ہین ویسی ہی صدہا
احکام کی وجوہات نامعلوم - پہر اسے نمبر مین بصفحہ ۱۹۴ ثابت کر چکے ہین کہ ایسے امور نامعلوم
الوجہ کا بے سوچے بے سمجہے مان لینا بحکم عقل ناجایز نہین ہے - اور نمبر ہشتم مین بصفحہ ۲۲۵
ثابت کر چکے ہین کہ محال و مجہول الکنہ امر مین فرق ہے - گو وجود محال ناممکن اور اسکا تسلیم
کرنا ناجایز ہے - پر وجود امر مجہول الکنہ ممکن ہے اور اسکا تسلیم کرنا جایز ہے - اور نمبر پنجم
مین بصفحہ ۱۳۳ مین ثابت کر چکے ہین کہ موجودات عالم مین ایسی چیزین بہی ہین جنمین ایسے
خواص پائے جاتے ہین جو عقل و فکر مین نہین آتے بناءً علیہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اس
تفرقہ کی وجہ عقلی ہم کوئی نہین پاتے پہر اس امر مجہول الکنہ کو بتقلید حکم روحانی طبیب اخلاقی
و ایمانی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (جو خواص افعال و اشیاء متعلق اعمال سے بخوبی واقف ہین
جیسے بقراط و سقراط خواص ادویہ سے) تسلیم کرتے ہین - اور یقیناً جانتے ہین کہ ریشمین
لباس مین ایسی خصوصیت و خاصیت ہے جسکے سبب وہ اس تفصیل کا جو شروع لباس
مین ذکر کی گئی ہے محل نہین ہو سکتا - اس خاصیت کی نظیر خاصیت افیون ہے جو اسکے
ہمجنس مرکبات آبی و خاکی مین پائے نہین جاتے -

پس جیسی تسلیم خاصیت افیون باوجود اسکے مجہول الکنہ ہونے کے بتقلید اطباء واجب ہے
اور اس سے انکار سبب ہلاکت ویسی ہی تسلیم خاصیت ریشمین لباس باوجود اسکے مجہول الکنہ
ہونے کے واجب ہے اور اس سے انکار موجب کفر و ہلاکت - بلکہ جو مسلمان کہلا کر
تعلیمات اسلام پر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - اور اون اعتراض کے سبب تعلیمات

اسلام سے (جو انکی عقل مین نہین آتین) انکاری ہوجاتے ہین وہ درحقیقت مسلمان نہین ہین - انکا مسلمان کہلانا برائے نام ہے - اور درپردہ وہ درپئے ابطال اسلام ہین - وہ لباس اسلام مین رہکر مسلمانون کو دین اسلام سے ہٹانا چاہتے ہین - اور یہودیونکی چال چل رہے ہین جسکا ذکر قرآن مین ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت نے آپسمین کہا - مسلمانون کی کتاب پر شروع دن مین ایمان لاؤ اخیر کو منکر ہوجاؤ اسمین اور مسلمان بہی دین سے پہر جاوینگے (یعنے وہ یہہ خیال کرینگے کہ ان لوگون نے اہل کتاب و طالب حق ہوکر اس دین کو تب ہی چہوڑا ہے جبکہ اسمین کچہہ عیب دیکہا ہے - ایسی اسلام و ایمان کو خدا و رسول نے کفر بتایا ہے چنانچہ نمبر ہشتم مین بصفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶ - اس مضمون کے آیات و احادیث منقول ہوچکی ہین - اور نمبر پنجم مین بصفحہ ۱۳۳ - امام غزالی سے یہہ بات منقول ہوچکی ہے کہ جو نبوت کا زبان سے اقرار کرے اور احکام شریعت کو عقل کی تابع کرے وہ درحقیقت کافر ہے -

> وقالت طائفۃ من اہل الکتاب امنوا بالذی انزل علے الذین امنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلہم یرجعون - (بقرہ ع ۸)

اور اگر معترض مدعی اسلام نہین ہے اور نبوت محمدیہ کا معترف نہین تو اسکے مقابلہ مین ہم اس نوعی بات کے جواب کے درپئے نہونگے بلکہ پہلے نبوت محمدیہ کا اثبات کرینگے جب وہ نبوت محمدیہ کا معترف ہوجائیگا تو یہی جواب (جو معترض مدعی اسلام کو دیا گیا ہے) اسکے سامنے پیش کرینگے - ایسا شخص ہمارے بحث اثبات نبوت کی اختتام کا انتظار کرے اور قبل انفصال اصول فروعات کے جہگڑے مین نہ پڑے -

سوال اس پہیر کا مال یہی ٹہرا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ فرمایا ہمنے بے سوچے بن سمجہے مان لیا - یہہ امر جواب مین کافی تہا تو پہلے ہی سے اسکو کیون اختیار نہ کیا -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کو پیش کرتا ہون اور اس زمانہ مین صدہا منکرین کا جو خدا کا نام سنتے ہی تیرے ہوتے ہین نشان دیتا ہون ۔ جناب والا جب اس دفعہ کے موسم گرما مین سملہ پر تشریف لاوین تو قصبہ قادیان ضلع گورداسپور مین قدم رنجہ فرماوین وہان کے بہت سے باشندگان کو (جو ایک ملی کے اغواسے مرتد ہوگئے ہین اور برسر بام وجود باری سے انکار کرتے ہین بلکہ خدا اور رسولون کو برملا گالیان دیتے ہین چنانچہ اس نواح کے مسلمان انپر نالش کرنے کو بہی مستعد ہین) اپنی آنکہہ سے دیکہہ لین اور انکا انکار بیان سے سن لین شاید ان لوگون کے انکار و اصرار پر بہی آپ پردہ ڈالین اور اسکو اس تاویل سے نہال ہون کہ اگرچہ یہہ زبان سے انکار و دشنام سناتے ہین پر دل سے خدا واحد پر ایمان رکہتے ہین اور صحتی ناجی ہونے کے لئے اسیقدر دلی اقرار اگر زبان سے انکار نکلے کافی ہے چنانچہ پرانے دہریہ کے حق مین آپ ایسا کہہ چکے ہین اس صورت مین بہی آپ اصول کے موافق نہین بنتے اور انکار وجود خدا کی تجویز سے بری نہین ہو سکتے ۔ ظاہری انکار کو دلی اقرار پر حمل کرنا اور منکر کو مقر قرار دینا بہی انکار کو قایم کرنا ہے اسکی نظیر یہہ ہے کہ ایک شخص اپنے باپ سے زبانی انکار کرتا ہے بلکہ اسکے ڈہاڑی پکڑ کر ایک دو دہپڑ بہی لگا دیتا ہے اور دل سے یہہ جانتا ہے کہ وہ شخص اسکا باپ ہے ۔ ایسے شخص کو دلی اقرار کی نظر سے جو کوئی باپ کا مطیع فرزند کہے اور اسکے انکار کو اقرار قرار دے وہ گویا اسکو انکار سکہاتا ہے و نافرمانی و ناخلفی کے راہ بتاتا ہے ۔ دلی اقرار کو ظاہری انکار کی حالت مین خدا نے بے اعتبار ٹہرایا ہے اور زبان سے انکار ینکو (گو دل سے اقراری ہون جیسے فرعون نمرود وغیرہ) کافر فرمایا ہے ۔ اور اگر دلی اقرار (باوجود زبانی انکار کے) موجد و ناجی و اقراری ہونیکے لئے کافی ہوتا تو خدا تعالی کسیکو کافر نکہتا کیونکہ بقول جناب کوئی دل اس دلی اقرار سے خالی نہ تہا بلکہ اس صورت مین گونون سے اس اقرار کا طالب ہونا اور اس کام کے لئے پیغمبرون کا بہیجنا ضروری نہ تہا بلکہ عبث و باطل تحصیل حاصل ۔ یہہ بات ایسکے مونہہ سے نکلسکتی ہے جو دل سے خدا کا قائل نہین ہے اور اسکی نزدیک مسئلہ توحید و مذہب ایک افسانہ ہے اور اسکا ظاہر مین دعوی توحید اہل توحید کے

† یہہ تاویل جناب انکار دہریہ قدیم کی نسبت اسی پرچہ ذی قعدہ مین ہے ۔ اور اشاعۃ السنہ نمبر ۱ مین منقول ہے حاشیہ

بہکانے اور توحید سے ہٹانے کے لئے ایک ذریعہ و بہانہ ہے آپ کے منکرین وجود خدا کو قائل بتانے
اور انکے انکار کو چہپانے اور اسکو عین اقرار ٹہرانے سے آپ پر بہی یہہ شبہہ پڑتا ہے اور آپکا بریلا نیچری ہونیکا
ادعا اس شبہہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ اصلی نیچرل اسٹ بہی وجود خدا کے قائل نہین ہین چنانچہ اخبار تیرہوین
صدی کی پرچہ نمبر ۲ بابت شوال ۱۲۹۶ھ مین اس فرقہ کے خیالات و اعتقادات خوب مفصل ہین۔ **اصل
دوم سے آپکا خلاف** کئی وجہ سے ہے **وجہ اول** یہہ اگرچہ آپ لفظ نبوت کو مانتے ہین پر نہ
انکے معنے سے جو انبیا سے مخصوص ہین (یعنے غیب الغیب سے انپر وحی و القا ہونا۔ یا بواسطہ جبرائیل امین
انکی اصلی صورت مین یا بشکل انسان خدا کا کلام و پیام انکو پہنچنا) بلکہ اون معنے کو جو افلاطون و ارسطو
و بیکن وغیرہ فلاسفرون مین پائی جاتی ہین۔ بلکہ اسوقت کے دانا ہنود و انگریزون مین بوجہ احسن متحقق ہین
اور خود بدولت سب سے بڑہکر اسکے محل ہو سکتے ہین اور آپکے مقلد آپ کو اس† معنے کر نبی کہتے ہین (یعنے
قانون قدرت مین عقل کو لگانا پس جو مناسب حالات نیچر عقل مین آوے سو لوگون کو بتانا۔
تفصیل اون اصلی معنے نبوت کی مبحث نبوت مین ہوگی اور جن معنے کر آپ اور آپکے احباب نے نبوت کو
مان رکہا ہے اسکے تفصیل نمبر ۴ مین بصفحہ ۱۱۶ و نمبر ۷ مین بصفحہ ۲۱۸ اور نمبر ۱۰ مین بصفحہ ۲۸۷ ہو چکے ہین۔
وجہ دوم یہہ کہ آپ اعتراف نبوت نبی کو ضروری و شرط نجات نہین جانتے بلکہ محض استحبابی و استحسانی
امر خیال کرتے ہین جس کا حکم یہہ ہے من فعل فقد احسن و من لا فلا حرج یعنے جس نے
کیا اچہا کیا جسنے نکیا وہ مرتکب جرم مستوجب سزا نہوا۔ گویا آپکے تحقیق و اعتقاد مین نبی کا ماننا ایسا
استحبابی امر ہے جیسے مسلمانون کے نزدیک ڈہیلے سے استنجا کرنیکے بعد پانی سے استنجا کرنا جو ۳ عضو کو
تین تین بار دہونا ایسا واجبی ضروری نہین ہے جیسے خدا کا ماننا ہے۔
پہلے تو آپنے اس ضرورت سے حکماے فلاسفر ہی کو مستثنی فرمایا تہا چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ مین
بصفحہ ۱۱۶ وغیرہ ذکر ہو چکا ہے اب اس فیض کو عام کر دیا ہے اور کس و ناکس کو (جاہل سے جاہل
و کودن سے کودن کیون نہو) اس ضرورت سے مستثنی کر دیا ہے اور صاف حکم دیدیا ہے کہ وہ

† اس معنے کر آپ کی ایک خلیفہ نے آپ کی کارروائی کو نبوت کہا ہے چنانچہ اصل طلاء خلیفہ مذکور اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ مین بصفحہ ۲۱۸ منقول ہے

شخص (یعنے خواہ کوئی ہو حکیم خواہ جاہل - احمق ہو خواہ عاقل چنانچہ تعمیم لفظ اسپر ناطق ہے)
جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو - نہ کسے کتاب الہامی کو نہ کسے حکم کو اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہے
وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی و ناجی ہے"۔

اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کا منکر جو کوئی ہو گو خدا واحد کو مانے اور اونچے پہاڑ پر چڑھکر توحید کا اظہار
کرے وہ کافر ہے۔

آپ کا ضرورت تسلیم نبوت کو اوٹھانا تہذیب الاخلاق ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کے نمبر ۲ - اور تہذیب ماہ ربیع الثانی
۱۲۹۲ھ مین ہے اور حسب منشا اصل دوم انکار نبوت کا کفر ہونا بدلائل اشاعۃ السنۃ مین بیان
ہو چکا ہے۔

وجہ سیوم یہہ کہ بطور انتخاب بھی آپ نبی کو ہر بات مین نبی لائق اتباع نہین جانتے بلکہ بر طبق
نؤمن ببعض ونکفر ببعض اگر ایک بات مین نبی کو مانتے ہین تو ہزار بات مین نہین مانتے۔
ہزارہا تعلیمات نبویہ کو (جو متعلق معاش ہین (جیسے کہانا پینا پہننا لینا دینا خریدنا بیچنا وغیرہ امور
معاملات و معاشرت) یکقلم نہین مانتے اور اون باتون مین اپنے تئین نبی سے زیادہ دانا سمجھتے
ہین۔

اور جو تعلیمات نبویہ متعلق معاد ہین (عبادات ہون خواہ اعتقادیات) از انجملہ بھی فقط اسیکو
مانتے ہین جسکو موافق عقل جانتے ہین اور جس بات کو اپنے عقل کے موافق نہین پاتے اسکو صاف
رد کر دیتے ہین یا بتاویل و تحریف عقل سے اسکی تطبیق کرتے ہین اس طرح پر کہ عقل کو متبوع ٹہراتے
ہین اور نبی کی بات کو اسکی تابع کرتے ہین۔

جمعہ و جماعت و حج و زکوۃ سے مستغنی ہونا ملازمان جناب کا اسی تطبیق کا نتیجہ ہے اور وجود جن شیطان
و ملائکہ و دوزخ کے طوق زنجیر و حور و قصور و حشر و نشر و حساب و کتاب کی تفاصیل سے انکار
اسے تحقیق کا ثمرہ ہے۔

اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کی ہر بات کو متعلق معاش ہو خواہ متعلق معاد موافق عقل ہو

خواہ خارج از عقل بدل مانین اور طوق اطاعت نبی گردن مین ڈال لین -

آپ کا یہہ انکار شہرہ دیار و اعصار ہے بلکہ تہذیب والانژاد و تفسیر طبع زاد کا اسے پر مدار ہے اور بعض ملفوظات جناب متضمن انکار اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ و ۵ و ۱۰ مین نقل ہو چکے ہین - اور حسب منشاء اصل دوم نبی کا اون جملہ امور مین واجب الاتباع ہونا تمام قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسیکی تفصیل و شرح ہے جو ہماری بحث اثبات نبوت و بحث مذہب و معاشرت مین ہو رہی ہے -

جب ان دونون اصل اصول اسلام سے آپکا یہہ خلاف ہی - تو آپ کی مخالف اسلام ہونیمین کسکو جائے اختلاف ہے - اس خلاف کے ساتہہ اقرار اسلام انکار کے برابر ہے - بلکہ ضرر کے لحاظ سے یہہ اقرار انکار سے بڑہکر بدتر - یہود و نصاری وغیرہ منکرین اسلام سے اسلام کو وہ ضرر نہین پہنچتا جو ان حضرات مقرین سے پہونچ رہا ہے - چنانچہ تفصیل اسکی بضمن اظہار غلطی فریق دوم عنقریب آتی ہے بناءً علیہ انکے خیالات و مقالات مخالفہ اسلام کا مقابلہ عین احیاء و حمایت اسلام ہے - اور انکا الزام و معارضہ نصرت دین بلا کلام -

اسی نظر سے اس عاجز نے ایک مدت سے اپنے مخالفین فے الفروع کے خطاب و جواب سے قلم اوٹہا کر ان حضرات کی بحث و الزام کو اپنا فرض ٹہرا لیا ہے - پہر اسمین بہی اون مباحث کو مقدم کیا ہے جنمین انکے اصول مخالفہ اسلام کی بیخ کنی متصور ہے - (اعنی اثبات نبوت و بحث مذہب و معاشرت -)

ایسا ہے اور اعیان و اکابر دین و روسا مسلمین کو لازم ہے کہ اسوقت جوش مذہبی کو کام مین لاوین اور حمیت محمدیہ ظاہر کر دکہاوین جو کچہہ کسی سے انکے مقابلہ مین تحریر آیا تقریراً بن پڑے اس سے دریغ روا نرکہین -

مین اپنے ہم عصر اخبار تیرہوین صدی کی مہتمم اڈیٹر کا دلسے شکریہ ادائے کرتا ہون اور انکی اس ہمت مردانہ پر ستائش کرتا ہون جنہون سے ان حضرات کی رد مین ایسا نادر اخبار بالاستقلال جاری کیا ہے

اور کس ناکس مخالف وموافق کو اپنے شیرین مقالی ونازک خیالی پر فریفتہ کرلیا ہے - پہر دوسری درجہ
اخبار جریدہ روزگار مدراس - اور نصرت الاخبار دہلی کے اڈیٹرون کی بہی ستائش کرتا ہون
جو کبہی کبہی اپنے اخبارون مین ان حضرات کی مفاسد خیالات پر لوگون کو متنبہ کرتے ہین اور حمیت اسلام
کی داد دیتے ہین - خدا کرے ایسے حمیت اور روسا وعلماء - دہلی - مرادآباد - کانپور - لکہنؤ -
عظیم آباد - بہوپال - وغیرہ بلاد کے دلونمین بہی پیدا ہو اور ان مواضع سے بہی مستقل اخبار ورسائل اس
فرقہ کی ردّ مین شائع ہون - آمین ثم آمین -

فریق دوم کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ اگرچہ نیچریہ کے مخالفہ تو اسلام سے ویسی ہی ہے جیسی
ان لوگون نے سمجہہ رکہی ہے ولیکن اس مخالفت کی ضرر کا علاج وہ نہین ہے جو انہون نے تجویز کیا
ہے یعنے کافر کہکر خاموش ہو رہنا اور انکی کسی بات کی طرف التفات نہ کرنا - اور نہ جواب دینا -
صاحبو - یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ تمہارے فتوے تکفیر کے سبب لوگ انسے مجتنب رہین اور
انکی تحریرون وتقریرون کو پڑہ سنکر گمراہی مین نہ پڑین خصوصًا ایسی حالتمین کہ وہ تحریرات آیات
واحادیث پر (گو معنے انکے کچہہ ہون اور یہہ لوگ بتاویل وتحریف اپنے مدعا کے موافق اور کرتے
ہون) مشتمل ہوتے ہین - اور اس فرقہ کے اعیان واکابر عروج دنیاوی مین کمال رکہتے ہین -
اون آیات واحادیث کو دیکہہ سنکر کس وناکس ان تحریرات کو دیکہتا ہے اور انکے دام مغالطات
مین پہنس جاتا ہے اور بہت لوگ بطمع دنیاوی انکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور تمہارے فتوی
طاق پر دہرے رہجاتے ہین - طمع دنیا وہ بلا ہے جسکے سبب بہت لوگ مشن کے سکولون
مین انجیلین پڑہتے ہین آخر رفتہ رفتہ کرسچن ہوجاتے ہین - تہذیب الاخلاق کے پڑہنے اور اس
مذہب مین داخل ہونیسے تو سوائے بپتسما لینے وکرسچن ہوجانے کے سبہی کچہہ ہو† جانا ممکن ہے
اس صورت مین انکے خیالات ومقالات کی تفصیلی رد ضروری ہے - اور مجرد فتوی تکفیر اس
فساد کی انسداد کے لئے کافی نہین ہے - اور اس **فریق کا یہہ خیال** کہ جیسے اور فرقے
یہود - نصاری وغیرہما اسلام کے مخالف ہین ویسے یہہ بہی ہین انسے اسلام کو کیا ضرر پہنچ سکتا ہے

† یعنے عیسائی نہون - اور جو کچہہ عیسائی کرتے ہین سو کرین ۱۲

دوسری غلطی ہی - ان لوگونکی مخالفت یہود و نصاری کی مخالفت سی ضرر کی لحاظ سے بڑہکر ہے -
یہود و نصاریکی مذہبی بات عوام مسلمان کب سنتے ہین اور مجرد اس علم سے کہ وہ شخص یہودی ہی یا نصرانی اسکی دام مین
کب پہنستی ہین بخلاف ان حضرات کی جو مسلمان کہلاتے ہین اور قرآن و حدیث تاویل و تحریف سی اپنے خیالات کی
تائید مین پیش کرتے ہین انکی دعوت و منادی کو ہر کوئی سنتا ہے - پہر جسکو اصلی معانی آیات و احادیث پر اطلاع نہین
ہوتی وہ وہین پہنس جاتا ہی خصوصًا بیعلم† موحدین جو تقلید کو ترک کر بیٹہے ہین اور قرآن و حدیث کا علم نہین
رکہتے - انکی حق مین انکا ضرر اس درجہ کو پہونچ گیا ہے جس کا اثر ارتداد کی سوائے اور کچہہ نہین ہے - اور اس
فریق کا یہہ خیال کہ اگر خیالات نیچریہ اشاعۃ السنۃ مین درج نہوتے تو خود بخود مضمحل ہو جاتے تیسری غلطی ہے
اور ناواقفی واقعات دنیا پر مبنی ہے - اشاعۃ السنۃ مین ان مضامین کا اندراج ربیع الاول ۱۲۹۶ھ سی ہوا ہے -
اور تہذیب الاخلاق ۸۷ھ ہجری سے شائع و شہرہ آفاق ہو رہی ہے اور خاص طور پر ان خیالات کی تعلیم
و اشاعت اس سے بہی پہلے ہے جب سے انریبل سید احمد خانصاحب بہادر کے اعتقاد قدیم مین فرق آگیا ہے -
آپکا اعتقاد قدیم کوئی دیکہنا چاہے تو رسالہ راہ سنت در رد بدعت تصنیف جناب کا مطالعہ کرے اور اس سے
اسبات کا (کہ پہلے آپ کیا تہے اور اب کیا بن گئے ہین) اندازہ کر لے اس فریق کا یہہ قول کہ قول باطل کیطرف
توجہ نکرنیسے اسکا اضمحلال و اضمال متصور ہی بیشک صحیح ہے ولیکن اسوقت تک اور اسی حالتمین کہ اس قول کا انتشار و رواج
نہوا ہو - اور جب اسکی شہرت ہو جاوی تو پہر اسکا اضمحلال بدون صریح رد و ابدال ناممکن ہی - اور امام احمد بن حنبل رح
کا قول بہی اسی حالت عدم اشتہار پر محمول ہے چنانچہ امام غزالی نے رسالہ منقذ من الضلال مین فرمایا ہے

وما کرہہ احمد حق ولکن فی شبہۃ لم تنتشر ولم تشتہر فاذا انتشرت فالجواب عنہا واجب

کہ امام احمد نے جو حارث محاسبی کی تصنیف کو معتزلہ کی رد مین مکروہ سمجہا ہی تو وہ اس شبہہ معتزلہ کی نسبت ہے
جو منتشر نہوا ہو - اور جو شبہہ منتشر ہو جاوی اسکا جواب دینا واجب ہے - بالجملہ اس بیان سے دونون فریق کی
غلطی کا اظہار ہوا - اور اسبات کا کافی ثبوت گذرا کہ نیچریہ پوری اسلام کے مخالف ہین - اور انکے الزام کی سخت
ضرورت ہی اس سی ایک یہہ نتیجہ بہی پیدا ہوا - کہ جن مضامین سی اب اشاعۃ السنۃ مین بحث ہو رہی ہی (یعنی اثبات نبوت
و مذہب و معاشرت) ان مضامین سی بحث کرنا اسوقت نہایت ضروری امر ہے اور یہہ بحث مسائل فرعیہ مرفوعہ مین

† اس قید مین یہہ اشارہ ہے کہ موحدین اہل علم کو اونکا کچہہ ضرر نہین پہنچتا ۱۲